شذرات

اسلام دینِ فطرت

قرآن حکیم کی سورت فاطر کے آخر میں وارد ہے: وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ یعنی اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز عاجز اور مغلوب نہیں بنا سکتی، اس سے قبل دو جملے ہیں: لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللهِ تَبْدِيلاً وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللهِ تَحْوِيلاً یعنی تم اللہ کی سنت میں کبھی تبدیلی اور تغیر نہیں پاؤ گے، محققین علمائے نے سنت سے مراد فطرت لی ہے۔ اس لحاظ سے ان آیات کا یہ مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے جو فطرت مقدر کی ہے وہ حسب مقتضا پوری ہوگی اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی اور کوئی چیز اس سلسلہ میں اللہ پاک کو عاجز اور مغلوب نہیں بنا سکتی۔ اسلام کے متعلق قرآن حکیم میں ارشاد ہے: ان الدین عند اللہ الاسلام تحقیق دین، اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے اور یہ اس کی فطرت مقدرہ ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اسلام کے سلسلہ میں ابتدائی دور کے اندر مسلمانوں کو بڑی اذیتیں پہنچائیں گئیں، قریش نے پوری قوت سے مسلمانوں کو دین فطرت کی اشاعت سے روکا اور وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ اس تشدد کے طریقے سے اس تحریک کو روک دیں گے اور نہ صرف روک دیں گے بلکہ اس تحریک کی بیخ کنی کر کے فنا کر دیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ یقین کامل تھا کہ اسلام جو دین فطرت ہے انسانیت کی تکمیل کے لئے آیا ہے وہ کبھی فنا نہ ہوگا اور نہ یہ تحریک رک جائے گی۔ البتہ آپؐ نے قرآن حکیم کی بعض آیات سے یہ سمجھ رکھا تھا کہ دین فطرت کی اشاعت اور ترویج کے لئے

مکہ سے ہجرت ناگزیر ہے، ہجرت تو حبشہ کی طرف بھی واقع ہوئی تھی، لیکن حبشہ کو مرکز اسلام بننے کی صلاحیت نہ تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ال اسمٰعیل اور ان کے وطن حجاز کے لئے تھی اور اسی کو دین فطرت، اسلام کی تحریک کا مرکز بننا تھا، اس لحاظ سے حبشہ کی طرف ہجرت، قریش کے مظالم سے وقتی چھٹکارا اور سانس لینے کے لئے تھی۔ اور سوچنے کے لئے مدت بھی درکار تھی مکہ میں ضعفاء مسلمین بھی موجود تھے۔ اور وہاں دشمنوں کی طرف سے مظالم ڈھائے جا رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ، مظالم کی تلافی میں مشغول تھے اور ان کو حکومت کے مرکز کے متعلق سوچنے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طائف تشریف لے گئے لیکن طائف بھی ہجرت کے لئے مناسب نہ رہا۔ اس سے آپ کو بڑی کوفت اور تکلیف پہنچی عین اسی موقعہ پر قرآن حکیم کی سورۂ یٰس نازل ہوئی اور یہ نبوت کا دسواں سال تھا، یٰس حروف مقطعات کا ابتدائی حرف ی ہے جس کا عدد دس ہے۔ اس کی طرف اشارہ ہے کہ مدینہ منورہ سے ایک وفد باہمی صلح کے لئے مکہ پہنچا، جس کے نتیجہ میں بیعۃ العقبہ واقع ہوئی، اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا فیصلہ ہوا۔

یاد رہے کہ فطری تعلیم کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ صحیح فطرت والے لوگ اس کی طرف کھنچ کر آتے ہیں، جب مکہ کی اکثریت نے اسلام دین فطرت اور اس کی تعلیم قرآن حکیم کو لینے سے انکار کیا تو یثرب (جس پر سورۂ یٰس کی آیت وجاء رجل من اھل المدینہ کے اشارہ سے اس کا نام مدینہ پڑا) کی طرف سے صحیح فطرت کے لوگ فطری تعلیم پانے کے لئے آگے بڑھے ان میں بھی ایک نوجوان حضورؐ اور آپ کے ساتھیوں سے مصالحت کرنے میں آگے آگے تھا جیسے سورہ یٰس کے قصہ وجاء رجل الایۃ میں بھی ایک نوجوان آگے آگے تھا۔ اور فطری تعلیم پانے کے لئے اپنے ہم شہریوں کو پکار پکار کر بلا رہا تھا۔ فطری تعلیم کے ثبوت کے لئے یہ سب سے بڑا ثبوت ہے کہ فطرت سلیمہ کے لوگ بلا کسی کھنچے کے اس کی طرف ان کو تنبہ ہوا اسی تنبہ اور اسلام دین فطرت اور قرآن حکیم کی فطری تعلیم کی طرف یٰس کی ی سے اشارہ ہے جیسا کہ بعض محقق مفسرین نے اس کی وضاحت کی ہے۔ اہل یثرب کو اس فطری تعلیم کا تنبہ ہوا، اس لئے انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ملک کی طرف ہجرت کرنے اور وہاں فطری تعلیم پھیلانے کے لئے دعوت

دی اور یہ اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ اسلام کا تعلیمی نظام اور حکومت جس کو قرآن مقدس قائم کرنا چاہتا ہے اس کا نظام فطری ہے۔

یہ وفد ماہ ذوالحج دسویں سال نبوت میں مکہ پہنچا، انھوں نے آپس میں مذاکرہ کیا اور مشورے کے بعد ایک نوجوان کے مشورہ پر عمل ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کی طرف ہجرت کے لئے دعوت دی جائے۔ اسی طرح گیارہ بارہ سال میں بھی یثرب سے وفود آتے رہے۔ اور سال تیرہ میں ہجرت واقع ہوئی۔ یہ جو قرآن حکیم میں سورۂ بقرہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی دعاء مذکور ہے ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم آیاتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العلیم الحکیم اے ہمارے پروردگار ان (حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کی اولاد) میں ایک نبی ان میں سے بھیج جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاک کرے بیشک تو ہی علم وحکمت والا ہے یہ دعا آپ کے لئے تھی اور حکمت سے مراد فطری تعلیم ہے جس کی طرف لوگ کھچ کر آتے تھے۔

حروف مقطعات میں ی کے بعد س آیا ہے جس کا عدد ساٹھ بنتا ہے اس سے حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت کی انتہا تک کی طرف اشارہ ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لئے حکومت کی بھی دعا کی تھی۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں اس دعا کی تکمیل حضرت داوُدؑ اور سلیمان علیہ السلام کی حکومتوں سے ہوئی اس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں حکومت کی تکمیل ہو کہ حضرت داوُدؑ اور حضرت سلیمان کی حکومتوں کی طرح تھی وہ حضرت امیر معاویہؓ کی حکومت کا اختتام ہے۔ اس درمیان میں اگرچہ خانہ جنگیاں بھی ہوئیں مگر یہ سب وقتی چیزیں تھیں اور ایک گھرانے میں وقتی اختلاف کا نتیجہ تھا۔ باقی تحریک اسلام جو دین فطرت ہے اور اس کی تعلیم فطری ہے اس میں کوئی کوتاہی نہ تھی۔ یہ سارا پس منظر اس بات کے لئے واضح دلیل ہے کہ انک لمن المرسلین بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔

قریش کو جب فطری تعلیم کے مقابلے میں شکست اور ہزیمت نصیب ہوئی تو اسلام دین فطرت میں فوج در فوج داخل ہوتے گئے۔ اس کے عرب کے دوسرے قبائل کو جن کی فطرت سالم

بقیہ صفحہ ۳۴ پر